



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(قربانی کا جانور خریدنے کے بعد کسی بہتر جانور سے متبادل کرنا یا اسے فروخت کر کے اس سے بہتر جانور خریدنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (ایک سالہ خریداری نمبر 3480)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

اس مسئلہ کے متعلق متقدمین میں اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہتر جانور سے متبادل کیا جاسکتا ہے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قربانی کے جانور کو وقت کی طرح خیال کرتے ہوئے اسے فروخت کر کے یا کسی اور طریقہ سے متبادل کو جائز خیال نہیں کرتے جیسا کہ فقہ القدم میں اس کی تفصیل ملتی ہے۔ (معنی ابن قدامہ: ج 13 ص 353)

ہمارے ہاں بعض علماء اسے ناجائز کہتے ہیں کچھ تو اس قدر انتہا پسند ہیں کہ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد کوئی عیب پڑ جانے کی صورت میں بھی اسے تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ اسے ذبح کر دینے کی تلقین کرتے ہیں حالانکہ جس حدیث ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مسند امام احمد: ج 3 ص 32) سے یہ مسئلہ کشید کیا ہے وہ سخت ضعیف ہے کیوں کہ اس میں ایک راوی جابر جعفی انتہائی کمزور اور دوسرا اس کا شیخ محمد بن قرقظ جھول ہے۔ (سبل السلام ج 3 ص 94)

اس بنا پر ہم اس مسئلہ کو ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو حضرات قربانی کے جانور کو فروخت کر کے بہتر جانور خریدنے یا کسی بہتر سے متبادل کے قائل ہیں ان کے دلائل یہ ہیں حضرت عروہ باری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (قربانی کی) بکری خریدنے کے لیے ایک دینار دیا انہوں نے ایک دینار سے دو بکریاں خرید لیں ان میں سے ایک کو دینار سے فروخت کر دیا پھر جب ایک دینار اور بکری (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فروخت میں برکت کی دعا فرمائی۔ (صحیح بخاری: المناقب 3642)

بعض روایات میں صراحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قربانی کا جانور خریدنے کے لیے بھیجا تھا لیکن راوی نے بعض اوقات قربانی کے بجائے صرف بکری خریدنے کا ذکر کیا ہے۔

(مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ: ج 4 ص 375)

اس روایت کو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ: البیوع 3384 ترمذی: البیوع 1258 اور ابن ماجہ: الصدقات 2402 میں بھی بیان کیا گیا ہے ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قربانی کی بکری خریدنے کا حکم دیا تھا سفیان راوی اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ وہ آپ کے لیے بکری خریدے گویا وہ قربانی ہے،

(صحیح بخاری: المناقب 3643)

اس موقف کی تائید میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی قربانی خریدنے کے لیے ایک دینار دیا انہوں نے اس کے عوض ایک بیڑھا خریدا واپسی پر راستہ میں اسے دو دینار کے عوض فروخت کر دیا پھر منڈی سے ایک دینار کے عوض قربانی کا جانور خرید کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قربانی کا جانور اور دینار دونوں پیش کر دیتے آپ نے اس (دینار کو بھی بطور صدقہ خرچ کر دیا اور حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اس کی تجارت میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ (ابوداؤد: البیوع 3386)

(بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ قربانی ذبح کر دو اور منافع کے دینار کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔ (ترمذی: البیوع 1257)

اس مقام پر یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ایک راوی جھول ہے جبکہ ترمذی کی روایت میں انقطاع ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان کیا ہے تاہم اس قسم کی روایت کو بطور تائید پیش کیا جاسکتا ہے۔ علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف میں ایک باب باین الفاظ قائم کیا ہے: "کہ جو شخص قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اسے تبدیل کر لیتا ہے پھر اس کے تحت ایک روایت لائے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص کے بارے میں سوال ہوا جو قربانی کا جانور خریدتا ہے ہر اسے فروخت کر کے اس سے موٹا ہارہ خریدتا ہے تو آپ نے رخصت کا ذکر فرمایا اس روایت کے تمام راوی اللہ (ہیں)۔ (مجمع الزوائد: 21/4)

ان روایات کے پیش نظر قربانی کا جانور فروخت کر کے اس سے بہتر خرید جاسکتا ہے اور کسی بہتر جانور سے اس کا متبادل کیا جاسکتا ہے اور جو حضرات قربانی کا جانور متعین کرنے کے بعد اسے فروخت یا متبادل کو ناجائز کہتے ہیں ان کا موقف ہے کہ قربانی چونکہ وقت کی طرح ہے اس لیے اس میں خرید و فروخت یا تبادلہ یا تحسین تصرف درست نہیں ہے چنانچہ حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدی کے طور پر عمدہ اونٹ کا انتخاب کیا بعد میں کسی نے اس کی تین سو دینار قیمت لگا دی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بتایا کہ میں ایک عمدہ اونٹ ہدی کے طور پر مکہ مکرمہ بھیجے گا پروگرام بن چکا ہوں اب مجھے اس کا تین (سو دینار ملتا ہے کیا میں اسے فروخت کر کے مزید اونٹ خرید سکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں تم اسی کو ذبح کر دو۔ (ابوداؤد: المناسک)

اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے لیکن اس میں عمدہ اونٹ کے بجائے سختی اونٹ کا ذکر ہے جس کی گردن ذرا لمبی ہوتی ہے اور وہ بھی بہترین اونٹوں میں شمار ہوتا ہے۔ (مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ج 4 ص 145)

مثنیٰ الانبار میں اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا گیا ہے "ہدیٰ کو متعین کرنے کے بعد اسے بدلنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہدیٰ کی بیع درست نہیں ہے خواہ اس جیسی یا اس سے بہتر کا تبادلہ مقصود ہو، (نیل الاطوار: ج 5 ص 185)

چنانچہ قربانی بھی ہدیٰ کی طرح ہے اس بنا پر قربانی کا جانور بھی فروخت یا تبدیل نہیں کیا جاسکتا ان حضرات کا کہنا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کردہ حدیث اس مسئلہ پر واضح نہیں ہے نیز محدثین کے قائم کردہ معیار صحت پر بھی پوری نہیں اترتی کیوں کہ اس میں ایک راوی شیب بن غرقہ لکھتے ہیں کہ میں نے جی یعنی قبیلہ سے سنا جو عروہ باری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتا ہے اس قبیلہ کے افراد کی تعین نہیں ہو سکی لہذا اس "جہالت" کی (وجہ سے یہ حدیث قابل استدلال نہیں ہے چنانچہ چند ایک ائمہ حدیث نے اس حدیث پر اعتراضات کیے ہیں جن میں علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں۔ (فتح الباری: ج 6 ص 774)

جہاں تک بخاری کی حدیث کے ضعف کا مسئلہ ہے اس کے متعلق ہماری گزارش ہے کہ محدثین کے فیصلے کے مطابق جس راوی کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں لائے ہیں وہ جرح و تعدیل کا بل عبور کر چکا ہے یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق خوب پیمانہ پیش کر کے بعد اسے اپنی صحیح میں لائے ہیں لہذا اس حدیث پر بلاوجہ اعتراض درست نہیں ہے ہاں علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو غیر متصل قرار دیا ہے اس کا جواب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ جب سماع کی تصریح موجود ہے تو اسے مرسل یا منقطع کیونکر کہا جاسکتا ہے بلکہ یہ روایت ایسی متصل ہے جس کی سند میں ایک محرم راوی (ہے پھر اس "محم جی" کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک جماعت سے سنا ہے کہ جس کے کم از کم تین افراد ہیں۔ (فتح الباری: ج 6 ص 774)

(پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے عین مطابق ہے کیوں کہ عام طور پر ایک قبیلہ کا محضوہ پر اتفاق کر لینا نہ ممکن ہے۔ (فتح الباری: ج 6 ص 775)

(پھر اس حدیث کے متابعات و شواہد بھی ملتے ہیں جو اس کی تائید کرتے ہیں جن میں "جی" کے بجائے ابولبید لمازہ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ باری سے نقل کرتے ہیں۔ (مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ: ج 4 ص 376)

امام مندری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بحری خریدنے والی اس روایت کو ابولبید لمازہ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے جو حضرت عروہ باری رحمۃ اللہ علیہ سے (بیان کرتے ہیں اس طریق سے یہ روایت حسن قرار پاتی ہے۔ (مختصر ابی داؤد، ج 5 ص 51)

اس متابعات کے علاوہ حضرت حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو بطور شاہد پیش کیا جاسکتا ہے الغرض یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کسی طرف سے ضعف کا شائبہ تک نہیں ہے البتہ مانعین کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو حدیث پیش کی گئی ہے اس کے متعلق ہماری گزارشات حسب ذیل ہیں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ناقابل حجت ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں "کہ محدث ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے لیکن اس سے حجت لینے میں وقف کیا ہے۔ (التبذیب: ج 2 ص 121)

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس روایت میں ایک راوی جہم بن جارد ہے جو حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتا ہے اس کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کہ اس جہم کا حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ (سے سماع معروف نہیں ہے۔ (تاریخ کبیر، ص 230 ج 2 القسم الثانی)

(اس کے علاوہ جہم بن جارد بھی غیر معروف راوی ہے چنانچہ اس کے متعلق امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ یہ بڑے بڑے تابعین سے روایت کرتا ہے لیکن خود مجہول ہے۔ (دلو ان الضعفاء، ص 47 رقم 793)

(نیز فرماتے ہیں "کہ اس راوی میں جہالت ہے خالد بن ابی یزید رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اس سے اور کوئی راوی بیان نہیں کرتا۔ (میزان الاعتدال، ج 3 ص 426)

محدثین کے ہاں کسی راوی کی جہالت صرف اسی صورت میں دور ہو سکتی ہے کہ کم از کم اس سے بیان کرنے والے دو ثقہ راوی ہوں امام ذہبی نے مذکورہ بات کہہ کر اس بات کی توثیق کی ہے کہ اس کی جہالت بدستور قائم ہے (کیوں کہ اس سے صرف ایک راوی بیان کرتا ہے اور مجہول کی روایت ناقابل قبول ہوتی ہے بلاشبہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کو چھوٹے درجے کا مقبول راوی بنا دیا ہے۔ (التقریب: ج 1 ص 135)

لیکن اس لفظ سے اکثر اہل علم و حق کو کما جاتے ہیں حالانکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرویات متابعت کے بغیر قبول نہیں ہوتیں جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ میں رواقہ کی وجہ بندی کرتے ہوئے وضاحت کی ہے "چھوٹے درجے سے مراد وہ راوی ہیں جن سے بہت کم احادیث مروی ہیں لیکن ان میں کوئی ایسا سقم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کی مرویات کو رد کر دیا جائے ایسے حضرات کے متعلق "مقبول" کا لفظ استعمال ہوگا (مطلب یہ ہے کہ اگر متابعت ہو تو مقبول بصورت دیگر ان کی مرویات کمزور ہوں گی۔ (مقدمہ: ص 5)

زیر بحث حدیث کی متابعت نہیں مل سکی اور نہ ہی اس کی تائید میں کوئی شاہد پیش کیا جاسکتا ہے امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: "محدث ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بایں وجہ موصول (قرار دیا ہے کہ اس کے راوی جہم بن جارد کے حالات کے متعلق کوئی پتہ نہیں چل سکا اور اس سے بیان کرنے والا بھی ابوعبدالرحیم خالد بن ابی یزید رحمۃ اللہ علیہ نامی ایک راوی ہے؛" (التبذیب السنن، ج 2 ص 292)

محدث ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے متعلق اظہار تردد فرمایا ہے فرماتے ہیں: "کہ جہم بن جارد ایک ایسا راوی ہے کہ غیر کی وجہ سے اس کی بیان کردہ روایت کو بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ، ج 4 ص 291)

صحیح ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ پر تعلیق ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی نے لکھی ہے اور محدث البانی رحمۃ اللہ علیہ نے نظر ثانی کے فرائض سرانجام دیے ہیں صاحب تعلیق نے اس کی سند کے متعلق لکھا ہے کہ ضعیف ہے اگرچہ حافظ احمد (شا کرنے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (مسند امام احمد: ج 9 ص 144)

تاہم مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر ہمیں اس کی صحت تسلیم کرنے میں تردد ہے اس کی صحت تسلیم کرنے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہدیٰ کا جانور اگر متعین ہو جائے تو اسے تبدیل کرنا درست نہیں لیکن یہ پابندی قربانی کے جانور پر عائد کرنا کسی صورت میں درست نہیں ہے مقصد کے اشتراک سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ان دونوں کے احکام بھی ایک جیسے ہوں ہمارے نزدیک ہدیٰ اور قربانی کے جانور میں درج ذیل

کئی ایک وجہ سے فرق ہے۔

- 1) ہدی کے لیے جگہ کا تعین ہے یعنی وہ جانور جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے بہت اللہ کی طرف بطور ہدیہ روانہ کیا جائے جبکہ قربانی کا جانور ان مکانی حدود و قیود کا پابند نہیں ہے (1)
- 2) ہدی کے لیے اشعار اور تقلید ضروری ہے جبکہ قربانی کے جانور میں یہ پابندی نہیں ہے۔ (2)
- 3) ہدی صرف ایک آدمی کی طرف سے ہو سکتی ہے جبکہ قربانی میں تمام اہل خانہ شریک ہوتے ہیں خواہ ان کی تعداد کتنی ہو۔ (3)
- 4) بعض حالات میں انسان ہدی کا گوشت خود نہیں کھا سکتا اور نہ ہی اپنے رفقا کو کھلا سکتا ہے جبکہ قربانی کا جانور خود بھی کھایا جاسکتا ہے اور دوسروں کو کھلانے میں بھی چنداں حرج نہیں ہے۔ (4)
- 5) ہدی اونٹ میں سات شریک ہو سکتے ہیں جبکہ قربانی کے اونٹ میں دس تک شراکت جائز ہے۔ (5)
- 6) ہدی کے لیے وقت کی کوئی پابندی نہیں جبکہ قربانی کے لیے مخصوص ایام ہیں۔ (6)
- 7) قربانی کرنے کے لیے حکم ہے کہ وہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد ذبح کے وقت تک اپنی حجامت وغیرہ نہ بنائے جبکہ بعض حالات میں ہدی بھیجنے والے پر اس قسم کی کوئی پابندی نہیں۔ (7)
- 8) علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہدی کا جانور عیوب سے پاک ہونا ضروری نہیں جبکہ قربانی کے جانور میں عیوب کا ہونا جائز نہیں ہے۔ (8)
- 9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 9ھ میں ہدی کے جانور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ روانہ کیے جبکہ مدینہ میں آپ نے قربانی بھی دی اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ دونوں کے احکام الگ الگ ہیں (9)
-
- (10) ہدی کا جانور تبدیل کرنا درست نہیں جبکہ قربانی میں ایسا کیا جاسکتا ہے۔ (الملك عشرة کا ملہ)

محدثین کرام نے کتب حدیث میں ہدی کے متعلق اس طرح کے عنوانات قائم کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی کا جانور تبدیل کرنا جائز نہیں ہے (فتنی الاخبار) لیکن کسی محدث نے قربانی کے متعلق اس کا باب قائم نہیں کیا جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کے احکام میں بہت فرق ہے اور ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ مذکورہ حدیث پر ایک اور پہلو سے بھی غور کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عمدہ بختی اونٹ خریداجب اس کی تین سو دینار قیمت لگی تو آپ نے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کے عوض ایک عام اونٹ خریدنے کا پروگرام بنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے منع فرمایا کہ وہ عمدہ اونٹ اللہ کی راہ میں ذبح کرو بہترین اونٹ کے بدلے عام اونٹ ہدی کے لیے لینا درست نہیں چنانچہ محدث ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے زیادہ قیمت کی عمدہ ہدی دینے کا بیان "یہ معنی کرنے سے مذکورہ حدیث مانعین کے لیے دلیل نہیں بن سکتی مختصر یہ ہے کہ قربانی کے تبادلہ کی چار صورتیں ممکن ہیں۔

- 1) صاحب حیثیت وہ جانور بھی ذبح کرے جو اس نے پہلے سے خرید کیا ہے اور بہترین عمدہ جانور اپنی گرہ سے بھی خرید کر ذبح کرے۔ (1)
- 2) اسے فروخت کر کے اس میں اپنی طرف سے کچھ رقم ملا کر بہترین جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے۔ (2)
- 3) عدم استطاعت کی صورت میں خریدے ہوئے جانور کو بھی ذبح کر دے۔ (3)
- 4) (یہ جائز نہیں ہے کہ اسے بیچ کر کچھ رقم پس انداز کرے اور اس سے کم قیمت کے عوض کوئی معمولی جانور خرید کر ذبح کرے اس قسم کی سودے بازی کی اجازت نہیں دی جاسکتی، (ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب)

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 1 صفحہ: 200